بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ضمیمہ جات بابت پارۂ ہیجدہم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۵ متعلق صفحہ ۵۵

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تھی تو اُن حضرت نے فرمایا کہ اس میں اُس الزام زنا لگانے والے کا ذکر ہے جو اپنی زوجہ کو الزام زنا لگائے پھر جب وہ الزام زنا لگانے کے بعد اس کا اقرار کرے کہ اُس نے اپنی زوجہ پر افترا کیا تھا تو اُس پر حد جاری کی جائے گی مگر اُس کی عورت اُس کو دلا دی جائے گی۔ اور اگر اپنے الزام سے انکاری نہ ہو اور اُسی پر قائم رہے تو اُسے چار مرتبہ یہ گواہی دینی پڑے گی کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ مِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں نے اس عورت کو جس امر کی نسبت دی خدا کی قسم میں اُس میں سچا ہوں) اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا پڑے گا کہ اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ (اگر میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت خود مجھ پر ہو) اور اگر عورت کو یہ منظور ہو کہ وہ عذاب سے چھٹکارا پا جائے۔ اور وہ عذاب ہے سنگسار ہونا تو اُس کو چار مرتبہ یہ گواہی دینی پڑے گی کہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اُس نے مجھ پر لگایا ہے جھوٹا ہے) اور پانچویں مرتبہ یہ کہنا پڑے گا کہ اِنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (اگر میرا شوہر اس الزام کے لگانے میں جو اُس نے مجھ پر لگایا ہے سچا ہو تو خود مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو) اور اگر عورت ایسا نہ کرے تو وہ سنگسار کی جائے گی۔ اور اگر ایسا کرے گی تو اپنی ذات کو سزا سے بچا لے گی۔ مگر پھر اپنے شوہر کے لئے قیامت تک حلال نہ ہو سکے گی۔ کسی نے عرض کی کہ یا بن رسول اللہ! جب شوہر و زوجہ کو الگ کر دیا جائے اور اُس عورت کے بچہ ہو جائے اور وہ لڑکا اپنی عمر کو پہنچ کر مر جائے (تو اُس کا وارث کون ہوگا؟) فرمایا اُس کی وارث اُس کی ماں ہوگی۔ اور اگر اُس کی ماں مر چکی ہو تو اُس لڑکے کے ماموں اور خالائیں (یعنی اُس کی ماں کے رشتہ دار) اُس کے وارث ہوں گے۔ اور جو اُس لڑکے کو ولد الزنا کہیگا اُس کے اوپر قاذف (جھوٹی تہمت لگانے والے) کی حد جاری ہوگی۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ یا مولا! اگر (بعد پشیمانی کے) وہ شخص اقرار کرے کہ وہ لڑکا میرا ہی ہے تو آیا وہ لڑکا اُس کو مل جائے گا؟ فرمایا اُس کو ہرگز نہیں ملے گا اور اگر یہ لڑکا اُس کے

سامنے مرجائے تو اُس کو اس لڑکے کی وراثت بھی نہ ملے گی۔ مگر (چونکہ اُس نے اُس کی نسبت اپنا بیٹا ہونے کا اقرار کرلیا تو) وہ لڑکا اُس کی وراثت پائے گا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت لعان کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا سببِ نزول یہ ہوا کہ جب جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگِ تبوک سے مدینہ واپس آتے تو عویمر بن ساعدہ عجلانی انصاری حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میری زوجہ سے شریک بن سمحاء نے زنا کیا ہے اور وہ اُسی سے حاملہ بھی ہوگئی ہے۔ یہ سن کر حضرت نے اُس کی طرف سے روئے انور پھرا لیا۔ اُس نے دوبارہ وہی مضمون عرض کیا۔ پھر حضرت نے روئے مبارک پھرا لیا یہاں تک کہ چار دفعہ اُس نے یہی واقعہ بیان کیا تو آنحضرت اُٹھ کر بیت الشرف میں چلے گئے۔ اُس وقت آیۂ لعان نازل ہوئی۔ تب آنحضرت برآمد ہوئے اور اصحاب کے ہمراہ نمازِ عصر ادا کرکے عویمر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی زوجہ کو لے آ کہ تم دونوں کے مقدمہ میں حکمِ خدا آگیا۔ پس وہ اپنی زوجہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ چل تجھے جنابِ رسولِ خدا نے طلب فرمایا ہے۔ چونکہ وہ عورت بڑے خاندان کی تھی اس لئے اُس کے ساتھ اُس کی قوم کی ایک جماعت بھی آئی۔ جب وہ عورت مسجدِ رسولؐ میں حاضر ہوگئی حضرت نے فرمایا کہ اے عویمر منبر پر جاکر لعان کر۔ اُس نے عرض کی یا رسول اللہ! کیونکر لعان کروں؟ حضرت نے فرمایا یوں کہہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (میں خدا کی قسم کھاکے گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جس امر کو اس عورت کی طرف منسوب کیا ہے میں اُس میں سچا ہوں) عویمر آگے بڑھا اور اسی طرح کہا۔ حضرت نے فرمایا اسی طرح پھر کہہ۔ اُس نے دوبارہ وہی الفاظ کہے۔ یہاں تک کہ پورے چار دفعہ اُس سے وہی کلمات کہلوائے پھر آنحضرت نے فرمایا۔ اب پانچویں بار یہ کہہ کے گواہی دے اِنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیَّ اِنْ كُنْتُ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ (یعنی اگر اس امر میں جو میں نے اس عورت کی طرف منسوب کیا ہے جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو) اُس نے پانچویں دفعہ اسی طرح کہہ دیا۔ پھر آنحضرت نے فرمایا اے عویمر! اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو تجھ پر لعنت ضرور ہوگی۔ پھر فرمایا کہ اے عویمر اب تو یہاں سے ہٹ جا! جب وہ ہٹ گیا تو اُس کی زوجہ سے فرمایا کہ آیا تو بھی اسی طرح گواہی دے گی کہ جس طرح تیرے شوہر نے گواہی دی۔ بصورتِ دیگر میں تجھ پر خدا کی مقرر کی ہوئی حد جاری کروں گا۔ اُس عورت نے اپنی قوم کی طرف دیکھ کے کہا کہ میں تو آج جاری کرکے اس شام کے وقت ان کے چہروں پر کلنک کا ٹیکہ نہ لگاؤں گی۔ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھی اور منبر پر چڑھ گئی اور یہ کہا اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّ عُوَیْمَرَ بْنَ سَاعِدَةَ لَمِنَ الْكَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ (میں خدا کی قسم کھا کر گواہی دیتی ہوں کہ عویمر بن ساعدہ نے جو الزام مجھ پر لگایا ہے

اُس میں وہ جھوٹا ہے) آنحضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اِس کا پھر اعادہ کر۔ اُس عورت نے اُس کا اعادہ کیا یہاں تک کہ چار مرتبہ دُہرایا۔ پھر جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے عورت پانچویں مرتبہ یوں کہہ کہ اِنَّ غَضَبَ اللّٰہِ عَلَیَّ اِنْ کَانَ مِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِہٖ (اگر اِس کا الزام لگانا سچا ہو تو خدا اپنا غضب مجھ پر نازل کرے) چنانچہ اُس عورت نے پانچویں دفعہ یہ کہا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر ضرور تیرے اوپر خدا غضبناک ہوگا (اگر تو جھوٹی ہوگی) پھر آنحضرتؐ نے عویمر سے فرمایا جا اب یہ عورت تجھ پر کبھی حلال نہ ہوگی۔ عویمر نے عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ! جو مال اپنا میں اس کو دے چکا ہوں اُس کے بارے میں کیا حکم ہے؛ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو نے ہی جھوٹ بولا ہے تو اُس جھوٹ کے سبب وہ تجھے نہیں مل سکتا۔ اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو وہ اُس کے مہر میں محسوب ہو جائے گا کیونکہ تو اُس سے جماع کر چکا ہے۔ پھر جنابِ رسولِ خدا نے فرمایا اگر اس عورت کا بچہ دُبلی پنڈلیوں والا اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں والا اور حبشیوں کے سے بل کھائے ہوئے بالوں والا پیدا ہو۔ تو وہ زنازادہ ہوگا اور اگر بڑی بڑی آنکھوں والا اور بھورے بھورے بالوں والا پیدا ہُوا تو وہ اپنے باپ (عویمر) کا ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ اُس کے جب لڑکا پیدا ہُوا تو اُس میں وہی علامتیں موجود تھیں۔ جو آنحضرتؐ نے زنازادہ کے لئے بیان فرمائی تھیں۔ پھر یہ بھی حضرتؐ نے فرمایا کہ یہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی اور نہ شوہر اُس بچے کی میراث پائے گا۔ بلکہ ماں اُس کی وارث ہوگی۔ اور اگر ماں زندہ نہ رہے تو اِس بچہ کی میراث اُس کے ماموں اور خالائیں لے لیں گی۔ اور اگر (شوہر کے سوا) کوئی دوسرا شخص کسی عورت کو زنا کی نسبت دے گا تو اُس پر جھوٹا الزام لگانے والے کی حد جاری کی جائے گی۔

کتاب العوالی میں روایت کی گئی ہے کہ ہلالؔ بن امیہ نے اپنی زوجہ پہ یہ الزام لگایا۔ کہ وہ شریک بن سمحاء سے پھنسی ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ثبوت پیش کر۔ ورنہ تجھے حد لگائی جائیگی اُس نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی زوجہ کے پاس کسی غیر مرد کو پائے۔ پھر اُسی سے ثبوت طلب کیا جائے۔ (کیا اچھا انصاف ہے؟) مگر آنحضرتؐ یہی فرماتے رہے۔ کہ شہادت پیش کر۔ ورنہ تجھے سزا دی جائے گی۔ اس پر اُس نے عرض کی کہ اُسی کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا میں تو یقیناً سچا ہوں۔ اور (میری سچائی کا ثبوت یہ ہے کہ میں خدائے تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں) عنقریب اللہ تعالےٰ ایسی آیت نازل فرمائے گا جس سے مجھے حد لگنے سے نجات ملے۔ چنانچہ (اُس کی سچائی اور اُس کا ایمان آڑے آیا اور) خدائے تعالےٰ نے حکمِ لعان وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ الخ نازل فرمایا

کافی میں جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص اپنی زوجہ کو زنا

کی نسبت دے تو اُس عورت کے مقابلہ میں اُس وقت تک وہ لعان نہیں کرسکتا جب تک یوں نہ کہے۔ کہ میں نے ایک شخص کو اس عورت کی دونوں ٹانگوں کے بیچ میں خود اس سے زنا کرتے دیکھا ہے۔

اور جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ لعان کے وقت امام کو چاہیئے کہ خود قبلہ کی طرف پشت کرکے بیٹھے اور مرد و عورت کو برابر اپنے سامنے قبلہ رُو کھڑا کرے۔ پہلے مرد سے قسم لے پھر عورت سے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ مرد کو اپنی داہنی جانب اور عورت کو بائیں جانب کھڑا کرے۔

منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ایک شخص کو لعان کے لئے کھڑا کیا۔ اُس نے قسم کھا کے دو مرتبہ گواہی دی۔ پھر وہ قسم کھانے سے باز رہا اور لعان پورا ہونے سے پہلے اپنے کو جھوٹا بتایا۔ تو اُن حضرت نے حکم دیا۔ اس کو جھوٹا الزام لگانے والے کی سزا دی جائے اور ان دونوں (زن وشوہر) میں جُدائی نہ کی جائے۔

جناب امام محمد تقی علیہ السّلام سے منقول ہے کہ کسی شخص نے اُن حضرت سے دریافت کیا تھا کہ یہ کیا بات ہے کہ جب کوئی مرد اپنی زوجہ کو الزام دے تو اُسے تنہا کو چار مرتبہ خدا کی قسم کھاکے گواہی دینی پڑتی ہے اور یہ گواہی اُس کی چار گواہوں کی برابر سمجھی جاتی ہے۔ اور اُسی عورت کو اُس کے شوہر کے سوا کوئی دوسرا الزام دے تو خواہ وہ باپ ہو یا بھائی یا بیٹا ہو اور عزیز و قریب ہو تو اُسے مجبور کیا جاتا ہے کہ یا تو اپنے قول کی باقاعدہ سزا بھگتے یا ثبوت پیش کرے! اُن حضرت نے فرمایا۔ کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے یہ سوال ہو چکا ہے تو اُس کے جواب میں اُن حضرت نے فرمایا تھا کہ شوہر جو اپنی زوجہ کو الزام دیتا ہے تو اُس کو یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا اور ایسا دیکھا تو اُس وقت اُس کی شہادت چار گواہیوں کے برابر ہو جاتی ہے۔ جبکہ وہ خدا کی قسم کھا کر اظہار دے۔ اور جو وہ یہ کہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ایسا ایسا نہیں دیکھا تو اُس سے بھی کہا جائے گا کہ وہ اپنے قول پر ثبوت پیش کرے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھا جاتے گا جیسا کہ شوہر کے سوا کوئی دوسرا محرم الزام دیتا اور سبب اس کا یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے جو حق شوہر کو عورت کے متعلق عنایت فرمایا ہے وہ کسی دوسرے محرم کے لئے نہیں ہے۔ نہ عورت کے باپ کو وہ حق حاصل ہے۔ اور نہ بیٹے کو یعنی یہ لوگ رات میں اور دن میں بے دھڑک اُس کے پاس نہیں جا سکتے (جیسا کہ شوہر جا سکتا ہے) لہٰذا شوہر ہی کے لئے تو یہ کہنا جائز ہو سکتا ہے کہ میں نے ایسا اور ایسا دیکھا اور اگر شوہر کے سوا کوئی اور یہ کہے کہ میں نے ایسا اور ایسا دیکھا تو اُس سے یہ سوال کیا جائے گا کہ تجھ کو اس عورت کے خلوت خانہ میں جہاں تجھ اکیلے نے ایسا اور ایسا دیکھا جانے کا کیا حق تھا تو جھوٹا الزام لگانے والا ہے۔ لہٰذا لازم ہے کہ

تجھ پر وہی حد جاری کی جائے جو اللہ نے تیرے لئے واجب کی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ یہ جو شوہر کی اکیلی گواہی چار گواہیوں کی برابر رکھی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس سے چار قسمیں لی جاتی ہیں کہ ایک ایک قسم ایک ایک گواہ کے برابر ہے۔

علل الشرائع میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ زنا میں چار گواہ کیوں رکھے گئے اور قتل میں دو کیوں؟ فرمایا خدائے عزّ وجل نے تمہارے لئے متعہ کو حلال کیا ہے اور وہ یہ بھی جانتا تھا کہ عنقریب یہ متعہ تمہارے لئے معیوب سمجھا جائیگا۔ لہٰذا اُس سے تمہاری احتیاط کے لئے چار گواہوں کا حکم دے دیا کہ کسی ایک امر کے لئے چار گواہ بہت ہی کم میسّر آیا کرتے ہیں۔ اگر اُس ستّار نے ایسا حکم نہ دیا ہوتا تو تم لوگ بہت سزا پاتے دوسری روایت میں ہے کہ اُن حضرت نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ زنا میں سزا دو کو ہوتی ہے لہٰذا گواہ چار چاہئیں، مگر یہ صورت جائز نہیں ہے کہ ایک ایک مجرم کے دو دو گواہ ہوں اس لئے کہ مرد و عورت دونوں ایک ہی جرم کے باہم شریک ہیں اور حد بھی دونوں پر ایک ہی دم جاری کی جائے گی۔ اب رہا معاملہ قتل اس میں حد تو صرف قاتل پر جاری کی جائے گی نہ کہ مقتول پر (لہٰذا وہاں دو گواہ کافی ہوئے)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۵۶۵

کتاب التوحید اور معانی الاخبار میں بروایت جناب امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ اُن جناب نے اس آیت "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ" کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ مشکوٰۃ سے حضرت فاطمہؑ زہرا اور مصباح سے مراد حضرت امام حسنؑ اور زجاجۃ سے حضرت امام حسینؑ مراد ہیں۔ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ۔ یہ جناب سیدہ علیہا السلام کا ایک وصف ہے کہ وہ معصومہ تمام عورات عالم میں ستارہ روشن کی مانند ہیں۔ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ سے جناب ابراہیمؑ مراد ہیں زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ کا یہ مطلب ہے کہ وہ حضرت نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی يَكَادُ زَيْتُهَا کا یہ مطلب ہے اس شجر مبارکہ سے علم کا چراغ روشن ہوگا اگرچہ اسکے قریب ہی جائے۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ سے مقصود یہ ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا یہاں تک کہ بارھویں پر دنیا ختم ہو جائے يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاءُ سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالےٰ جسے چاہے۔ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ اظہار واقعہ ہے۔ راوی حدیث کہتا ہے کہ میں نے عرض کی کہ یا مولا اسی سورت میں آگے جو یہ آیت ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ الخ اس کا کیا مطلب ہے؟ (دیکھو صفحہ ۵۶۶ سطر ۷ تا ۱۰)۔ (حضرت نے جو مطلب ارشاد فرمایا اُس کے لئے

(دیکھو صفحہ ۵۶۶ نوٹ نمبر ۲)

اُسی کتاب میں فضیل بن یسار سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ اے مولا قولِ باری تعالےٰ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الخ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا خدائے بزرگ و برتر ایسا ہی ہے۔ میں نے عرض کی پھر مَثَلُ نُوْرِہٖ سے کیا مراد ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ میں نے عرض کی کَمِشْکٰوۃٍ کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ جنابِ رسولِ خدا کا سینۂ مبارک۔ میں نے پوچھا فِیْھَا مِصْبَاحٌ کیا چیز ہے؟ حضرت نے فرمایا اس میں نور علم یعنی نبوت ہے۔ میں نے دریافت کیا اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ کا کیا مطلب ہے؟ حضرت نے فرمایا علم جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قلبِ مطہر جناب امیر المومنین علیہ السلام میں در آیا۔ میں نے عرض کی "کَاَنَّھَا" اتنا ہی کہنے پایا تھا کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کَاَنَّھَا کیوں پڑھا جاتا ہے؟ میں نے عرض کی قربان ہو جاؤں پھر کیونکر پڑھوں؟ فرمایا یوں پڑھو۔ "کَاَنَّہٗ کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ" فرمایا اس سے جنابِ امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔ کہ وہ جناب نہ یہودی تھے اور نہ نصرانی۔ میں نے عرض کی یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ سے کیا غرض ہے حضرت نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ قریب ہے کہ علم عالمِ آلِ محمدؐ کے مُنہ سے قبل اس کے کہ وہ گویائی سے کام لیں خود بخود نکلے۔ میں نے عرض کی نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا (یہاں تک کہ بارھویں پر دنیا ختم ہو جائیگی) نیز عیسےٰ ابن راشد نے جنابِ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ وہ جناب فرماتے ہیں کہ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ میں مشکوٰۃ سے تو مراد نور علم ہے جو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ مبارک میں ہے اور اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ میں زُجَاجَۃٍ سے سینۂ جناب امیر المومنین علیہ السلام مُراد ہے کہ علم جنابِ رسولِ خدا اس سینہ میں در آیا اور وجہ اس کی وہ تعلیم تھی جو آنحضرت نے علی علیہ السلام کو دی۔ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ فرمایا اس سے نور علم مراد ہے۔ لَاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ فرمایا اس سے یہ مراد ہے کہ وہ حضرت نہ یہودی ہیں نہ نصرانی۔ یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عنقریب عالم آلِ محمد سوال سے پہلے علوم کے ساتھ گویا ہونگے۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یعنی آلِ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک امام کے بعد دوسرا امام نورِ علم و حکمت سے مؤید ہوتا رہیگا۔ اور یہ سلسلہ آدم علیہ السلام سے برابر چلا آتا ہے اور قیامت تک برقرار رہیگا۔ جابر بن یزید نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے یہ روایت کی ہے کہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ

کَمِشْکٰوۃٍ میں مشکوٰۃ سے مُراد سینۂ جناب رسولِ خدا ہے اور فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ میں مصباح سے مراد علم ہے اور اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ میں زجاجۃ سے مراد جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام ہیں۔ کہ جن کے پاس علم جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلّم موجود تھا۔ نیز عبداللہ بن جندب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عریضہ بھیجکر اسی آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا۔ امّابعد آگاہ ہو جاؤ کہ جناب محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ و آلہ تمام مخلوق میں خدا کے امین تھے۔ جب اُن جناب نے وفات پائی۔ تو ہم اہلبیت رسالت آنحضرت کے وارث ہوئے۔ اب ہم روئے زمین پر امینِ خدا ہیں۔ ہمارے پاس موتوں کا اور بلاؤں کا علم ہے اور عرب کے نسب اور اسلام کا مَولَد ہم کو معلوم ہے۔ اگر کوئی گروہ سو شخصوں کو گمراہ کرے تو ہم اُس کے ہانکنے والے اور کھینچنے والے اور آواز لگانیوالے کو پہچانتے ہیں۔ جب ہم کسی آدمی کو دیکھتے ہیں تو اُس کے ایمان اور نفاق کی حقیقت کو سمجھ لیتے ہیں۔ ہمارے شیعوں کے نام اور اُن کے باپ داداؤں کے نام ہمارے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔ خدا نے ہم سے اور اُن سے عہد و پیمان لے لیا ہے۔ وہ ہمارے چشموں پر وارد ہونگے اور جہاں ہم داخل ہونگے وہاں وہ داخل ہوں گے۔ اُن کے اور ہمارے سوا قیامت تک کوئی شخص دینِ اسلام پر قائم نہیں رہ سکتا۔ ہم نے جناب رسولِ خدا سے نور حاصل کیا ہے۔ اور آنحضرت نے ہمارے پروردگار سے لیا ہے اور ہمارے شیعہ ہمارے اس نور میں سے حِصّہ لینے والے ہیں جو ہم سے جُدا ہو گیا وہ ہلاک ہوا (یعنی جہنمی ہوا) اور جس نے ہماری متابعت کی اس نے نجات پائی (یعنی جنتی ہوا) اور ہم سے جُدا ہونے والا اور ہماری ولایت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور ہماری متابعت کرنے والا اور ہمارے دوستوں کا پیرو مومن ہے۔ کافر ہم سے ہرگز محبت نہ کریگا۔ اور مومن کبھی ہم سے عداوت نہ رکھے گا۔ اور جو ہماری محبت پر مرے تو خدا پر لازم ہوگا کہ اُسے ہمارے ساتھ محشور کرے۔ جو شخص ہماری متابعت کرے ہم اُس کے لئے نور ہیں اور جو ہماری ہدایت پر چلے اُس کے لئے ہم ہدایت ہیں۔ اور جو ہمارا نہیں اُس کو اسلام سے بھی کچھ تعلق نہیں۔ ہمارے ہی ذریعے سے خدا نے اپنے دین کی ابتدا کی اور ہمارے ہی ہاتھوں خدا اُس کو انجام کو پہنچائے گا۔ ہمارے ہی سبب سے خدائے تعالےٰ تم کو زمین سے پیدا ہونے والی چیزیں کھلاتا ہے اور ہماری ہی وجہ سے خدائے تعالےٰ مینہ برساتا ہے۔ اور جب تم سمندر میں ہو تو خدائے تعالےٰ ہماری ہی وجہ سے تم کو ڈوبنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور جب تم خشکی میں ہو تو ہماری ہی وجہ سے خدائے تعالےٰ تم کو اُس میں دھنسنے سے بچاتا ہے۔ اور ہمارے ہی ذریعے سے خدائے تعالےٰ تم کو تمہاری زندگی میں اور تمہاری قبروں میں اور محشر میں صراط پر میزان کے پاس اور دخولِ

جنت کے وقت نفع پہنچائے گا۔ کتاب خدا میں ہماری مثل مشکوٰۃ بیان کی گئی ہے اور مشکوٰۃ قندیل ہے پس ہم مشکوٰۃ ہیں۔ اور فِیْهَا مِصْبَاحٌ سے مراد جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے مراد آنجناب کا عنصر طاہر ہے اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَیْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِیَّةٍ وَّ لَا غَرْبِیَّةٍ سے یہ مراد ہے کہ گویا وہ چمکتا ہوا تارا ہے جو زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے۔ نہ شرق سے اُس کو نسبت ہے اور نہ غرب کی طرف وہ منسوب ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ نہ اُن کا نسب ادعائی ہے نہ غیر معروف۔ یَكَادُ زَیْتُهَا یُضِیْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے مراد یہ ہے کہ عنقریب اُس کا روغن بغیر آگ کے چھوئے روشنی دیگا۔ اِس کی مثل قرآن مجید سے نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ کا مطلب یہ ہے کہ امام کے بعد امام ہوگا۔ یَهْدِی اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ میں نور سے مراد جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں۔ خدائے تعالے جس کو دوست رکھتا ہے اس کو ہماری ولایت قبول کرنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ اور یہ خدا پر لازم ہے کہ ہمارے فرمانبردار دوستوں کو ایسے حال میں قبر سے اُٹھائے کہ اُن کے چہرے درخشاں ہوں۔ اُن کے ایمان کی دلیل روشن ہو۔ اُن کی حجت خدا کے نزدیک ظاہر ہو۔ اور خدا پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ ہماری پیروی کرنے والوں کو پرہیزگار سچ بولنے والے۔ مرتبہ شہادت پانے والے۔ نیک بخت بنائے۔ وہ لوگ ہمارے بہت اچھے رفیق ہوں گے۔ اگر ہم اہل بیت میں سے کوئی شہید ہو تو اُس کا مرتبہ کل شہیدوں سے دس حصہ زیادہ ہوگا اور ہمارے شیعوں میں سے جو شہید ہو اُس کا درجہ غیر اُمت کے شہیدوں سے نو حصے بڑھا ہوا ہوگا۔ ہم ہیں برگزیدہ خدا۔ ہم ہیں تمام نبیوں کے پیشرو۔ ہم ہیں اوصیائے رسول کی اولاد۔ خدا نے قرآن مجید میں ہمارا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا ہے بہ نسبت اور لوگوں کے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے لئے اولویت زیادہ ہے۔ ہم ہی وہ ہیں جن کے لئے خدا نے اپنا دین مقرر کیا ہے جیسا کہ اپنے کلام پاک میں ہم سے خطاب کرکے ارشاد فرماتا ہے کہ اے آل محمد! شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ كَبُرَ عَلَی الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْٓ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۷۷۲ سطر ۱۰ تا صفحہ ۷۷۳ سطر ۱) ہم نے تمہارے لئے دین کی وہ باتیں قرار دی ہیں جن کی نوح کو وصیت کی تھی۔ پھر ہمارے جدِ امجد کی طرف خطاب کرتا ہے کہ اے محمد! اور ہم نے تمہاری طرف اور ابراہیمؑ اور موسےٰ اور عیسےٰؑ کی طرف بھی وہی باتیں وحی کی ہیں کہ دین کو قائم رکھو اور جدا جدا فرقے نہ بن

جاؤ۔ جو باتیں خدا کی طرف سے ہم کو پہنچیں وہ ہم نے جان لیں (کسی اجنبی شخص سے) ہم نے تعلیم حاصل نہیں کی۔ تمام انبیا کے علوم ہم کو سونپے گئے۔ رسولوں اور نبیوں میں سے جو صاحبانِ علم ہیں اُن کے اور جو اولوالعزم نبی ہیں اُن کے وارث ہم ہی ہیں۔ جس بات کی تم لوگوں کو دعوت دیتے ہو یہ مشرکوں پر بہت گراں گزرتی ہے۔ یہاں جس چیز کی دعوت دی جاتی ہے اُس سے ولایتِ علیؑ ابن ابی طالب مراد ہے۔ اور اسی طرح مشرک سے وہ لوگ مراد ہیں جو ولایتِ علیؑ ابنِ ابی طالب میں غیر کو شریک کرتے ہیں۔ اور خدا تو اُسی کو ہدایت کی توفیق عطا فرماتا ہے جو ولایتِ علیؑ ابنِ ابی طالب قبول کرنے میں اُس کی طرف رجوع کرے (اے عبداللہ بن جندب میں نے تمہارے پاس (تمہارے جواب میں) ایسا خط بھیجا ہے جس میں ہدایت کی باتیں ہیں۔ تم اِس کو خوب غور و فکر سے پڑھو اور سمجھو کہ یہ خط دل کی بیماریوں کو شفا دینے والا ہے۔ صالح بن سہل ہمدانی سے روایت ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اِس آیت اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا۔ مصباح سے حضرت امام حسنؑ اور اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ میں زجاجہ سے مراد حضرت امام حسینؑ اور اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ سے جناب فاطمہ زہرا علیہم السلام مراد ہیں جو تمام بہشتی عورات میں مثل ستارہ درخشاں کے ہوں گی۔ يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ میں شجرہ مبارکہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ سے یہ مطلب ہے کہ وہ حضرتؑ نہ یہودی مذہب رکھتے ہیں اور نہ نصرانی۔ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ سے یہ مطلب ہے کہ اِس نسلِ مبارکہ سے علم پھیلے گا وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ سے یہ مطلب ہے کہ اگرچہ انہوں نے کسی سے نہ سیکھا ہو۔ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ سے یہ مطلب ہے کہ اِسی سلسلۂ مبارکہ میں ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہیگا (یہاں تک کہ بارہ کی تعداد پوری ہو جائے) يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ سے یہ مطلب ہے کہ خدائے تعالےٰ نے اپنے نور کی یعنی آئمہ علیہم السلام کی پیروی کی جس کو چاہتا ہے توفیق عطا فرماتا ہے۔ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۵۶۵ سطر ۳ تا ۸) حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جناب امیرالمؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں مسجد کوفہ میں حاضر ہوا۔ دیکھا میں نے کہ وہ جناب اپنی انگشتِ مبارک سے کچھ لکھ رہے ہیں اور تبسم فرماتے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا امیرالمؤمنین! حضور کیوں مسکرا رہے ہیں؟ حضرتؑ نے فرمایا مجھے اِس بات پر تعجب آتا ہے کہ لوگ اِس آیت کو پڑھتے ہیں مگر جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھتے نہیں۔ میں نے عرض کی وہ کون سی آیت ہے؟ حضرتؑ نے جواب دیا خدائے تعالےٰ کا یہ قول

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ الخ میں مشکوٰۃ سے تو حضور سرورِ عالم مراد ہیں۔ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط میں زجاجہ سے حسنؑ و حسینؑ مراد ہیں۔ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ علیؑ ابن الحسینؑ یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ محمدؑ بن علیؑ۔ زَیْتُوْنَۃٍ جعفرؑ ابن محمدؑ لَا شَرْقِیَّۃٍ۔ موسےٰؑ ابن جعفرؑ۔ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ۔ علیؑ ابن موسےٰؑ۔ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ محمدؑ ابن علیؑ۔ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ علیؑ ابن محمدؑ۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ حسنؑ ابن علیؑ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ القائم المہدیؑ ہیں۔ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ۔

(قول مترجم)۔ مندرجہ بالا روایتوں میں جو کچھ کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کہ کہیں شجرۂ مبارکہ سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ مراد لئے گئے ہیں اور کہیں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور کسی روایت میں مشکوٰۃ سے جناب رسولِ خدا مراد لئے گئے ہیں اور کسی میں صدرِ جناب رسولِ خدا۔ کسی میں مصباح سے آنحضرتؐ مراد ہیں اور کسی میں علم نبوت۔ کسی میں زجاجہ سے جناب سیدہؑ مراد ہیں اور کسی میں حسنین علیہما السلام اور کسی میں عنصر طاہر آنحضرتؐ۔ تو فی الاصل یہ اختلاف کچھ اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے کہ اصل سب کی ایک ہے۔ نورِ واحد سے پیدا ہوئے ہیں اور وہی نور صلبِ حضرت ابراہیم علیہ السلام میں بھی تھا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۵۶۹

احتجاج طبرسی میں جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہوئی ہے جس میں ثلٰثہ کے مثالب (معائب) کا ذکر ہے۔ اور اس بات کا کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کو مہلت کیوں دی آخر میں حضرتؑ نے فرمایا کہ وجہ اس کی یہ تھی کہ خدائے تعالےٰ نے جو اپنے دشمن ابلیس کو مہلت دی ہے۔ اسکی تکمیل ہو جائے اور نوشتہ خدا حدِ آخر تک پہنچ جائے اور کافرون خدائے تعالیٰ کا قول ثابت ہو جائے اور وعدہ برحق کا وقت قریب پہنچ جائے جسکو خدائے تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اِس قول میں صاف طور سے بیان کیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ الخ (دیکھو صفحہ ۵۶۹ سطر ۵ تا ۱۰) اور یہ اُس وقت ہوگا جبکہ اسلام کا محض نام رہجائیگا۔ اور قرآن کا محض نشان۔ اور جناب صاحب الامر علیہ السلام بوجہ غدر بیّن کے غائب ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ فتنہ و فساد دلوں پر علے العموم چھا جائے گا۔ حتےٰ آنکہ جو اُن کے عزیز قریب ہوں گے وہی اُن کے سب سے زیادہ دشمن ہو جائیں گے اور اُس وقت اللہ تعالےٰ اُن حضرتؑ کی ایسے لشکروں سے مدد کرے گا جن کو تم نہ دیکھتے ہوگے۔ اور اپنے نبیؐ کے دین کو اُنہی حضرتؑ (صاحب الامر) کے ہاتھوں سے غالب کر دے گا۔ اور اُن حضرتؑ کو تمام ادیانِ باطلہ پر غلبہ

عطا فرمائے گا۔ گو مشرکوں کو برا لگے۔ الجوامع میں جنابِ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے منقول ہے کہ مجھے زمین کے انتہائی حصّہ تک پہنچایا گیا۔ پس مجھے اُس کا مشرق بھی دکھایا گیا اور مغرب بھی اور عنقریب میری اُمّت کی سلطنت اُس مقام تک پہونچ جائے گی جہاں تک مجھے پہنچایا گیا تھا۔

نیز حضرت مقداد نے اُنہی حضرت سے روایت کی ہے کہ زمین پر کوئی گھر خواہ وہ مٹی کا بنا ہوا ہو یا اُون کا ایسا باقی نہ رہے گا جس میں خدائے تعالےٰ کلمۂ اسلام کو نہ پہنچا دے۔ خواہ کسی عزّت دار کی عزّت کے ساتھ پہنچے یا کسی ذلّت والے کی ذلّت کے ساتھ۔ اگر خدائے تعالےٰ نے اُن کو عزّت دیگا تو جو اس آیت کے حقیقی اہل ہیں ان کو بھی اُنہی کے تابعین سے قرار دے گا۔ اور اگر اُن سے توفیق ہدایت سلب فرمائے گا تو بھی اُن کے بارے میں خدائے تعالےٰ باقاعدہ بازپرس کریگا۔

ابوبصیر نے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کی ہے کہ یہ آیت قائمِ آلِ محمدؐ اور اُن کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ عبداللہ بن سنان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی تو حضرت نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت امیرالمومنین علیؑ ابن ابیطالب اور ائمہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ سے ظہور قائمِ آلِ محمدؐ کا زمانہ مراد ہے

واثلہ ابن الاصقع نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن جندل بن جنادہ بن جبیر حضرت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ! بتائیے وہ کون سی چیز ہے جو خدا کے لئے نہیں اور وہ کیا چیز ہے جو خدا کے پاس نہیں اور وہ کیا ہے جس کو خدا نہیں جانتا؟ آنحضرت نے جواب دیا کہ وہ چیز جو خدا کے لئے نہیں وہ تو اُس کا شریک ہے یعنی خدائے تعالےٰ کوئی شریک نہیں رکھتا اور وہ چیز جو خدا کے پاس نہیں وہ ظلم ہے کہ خدائے تعالےٰ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا اور وہ چیز جس کو خدا نہیں جانتا وہ اے یہودیو تمہارا یہ قول ہے کہ عزیرؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ اور خدائے تعالےٰ یہ نہیں جانتا کہ اُس کے کوئی بیٹا بھی ہے۔ یہ جواب سُن کر جندل نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے برحق رسولؐ ہیں۔ پھر اُس نے عرض کی۔ یا رسولؐ اللہ! کل رات میں نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے جندل تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ پر ایمان لا اور اُن کے اوصیا سے متمسک ہو۔ یا رسول اللہ! خدا نے اسلام تو مجھے نصیب کیا۔ میں مومن ہو گیا۔ اب فرمائیے کہ آپ کے بعد آپ کے اوصیاء کون کون ہونگے؟ تاکہ میں اُن سے بھی تمسک کر سکوں۔ حضرت نے

فرمایا اے جندل! میرے بعد میرے اوصیاء عدد میں نقبائے بنی اسرائیل کے برابر ہوں گے جندل نے کہا میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ نقبائے بنی اسرائیل بارہ تھے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میری اُمت کے امام بھی بارہ ہونگے۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا وہ سب کے سب ایک ہی زمانہ میں ہوں گے؟ حضرتؐ نے جواب دیا نہیں بلکہ ایک کے بعد دوسرا ہوگا۔ اے جندل! تم ان میں سے صرف تین اماموں کو دیکھو گے۔ میرے بعد سب سے پہلے میرے وصی سید الاوصیاء ابوالائمہ علیؑ ابن ابیطالب ہیں۔ پھر ان کے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ (یکے بعد دیگرے) امام ہوں گے۔ اے جندل! میرے بعد تم اُن سے ضرور متمسک رہنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ جاہلوں کی جہالت تمہیں دھوکا دے۔ اے جندل! جب علیؑ ابن الحسینؑ سید العابدین کی ولادت کا زمانہ قریب آئیگا تو تمہارا انتقال ہو جائے گا۔ اور آخری رزق تمہارا دودھ ہوگا۔ جندل نے عرض کی یا رسول اللہ! میں نے توریت میں یہ نام پڑھے ہیں۔ الیا۔ یقطوا۔ شبرا۔ شبیرا مگر میں ان کا مطلب نہیں سمجھتا تھا۔

(قول مترجم: یقطوا تو فارقلیطا کا ہم معنی جناب رسولؐ خدا کا نام احمدؐ ہے۔ آلیا یا ایلیا ہم معنی علیؑ ہے۔ شبر ہم معنی حسنؑ و شبیر ہم معنی حسینؑ مشہور ہیں) اب فرمایئے کہ امام حسینؑ کے بعد کے امام ہونگے اور اُنکے نام کیا کیا ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے فرزند حسینؑ کی نسل میں نو امام ہونگے۔ مہدی بھی انہی میں سے ہوگا۔ جسوقت حسینؑ کی مدت حیات پوری ہو جائیگی تو اُن کے فرزند علیؑ جن کا لقب زین العابدین ہے امام ہوں گے۔ پھر جب علیؑ ابن الحسینؑ کی زندگانی ختم ہو جائیگی تو اُن کے فرزند محمدؑ باقرلقب امام ہوں گے۔ پھر محمد کے بعد اُن کے فرزند جعفرؑ امام ہونگے۔ صادق اُن کا لقب ہوگا۔ پھر جعفرؑ کے بعد اُن کے بیٹے موسٰےؑ امام ہونگے اُن کا لقب کاظم ہے۔ پھر موسٰےؑ کے بعد اُن کے بیٹے علیؑ امام ہونگے اُن کا لقب رضا ہے۔ پھر علیؑ کے بعد اُن کے فرزند محمدؑ امام ہونگے لقب اُن کا زکی ہوگا۔ پھر محمدؑ کے بعد اُن کے بیٹے علیؑ جن کا لقب نقی ہے۔ امام ہونگے۔ پھر علیؑ کے بعد اُن کے فرزند حسنؑ جن کا لقب امین ہے امام ہونگے۔ پھر میری اُمت کا امام غائب ہو جائیگا۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! کیا حسنؑ (ابن علیؑ بن محمدؑ) غائب ہو جائیں گے؟ حضرتؐ نے فرمایا وہ غائب نہوں گے۔ بلکہ اُن کے فرزند (جو کہ بارھویں امام ہیں) غائب ہو جائیں گے۔ جندل نے کہا یا رسولؐ اللہ! اُن کا اسم مبارک کیا ہے؟ حضرتؐ نے فرمایا جب تک وہ ظاہر نہوں گے اُن کا نام نہ لیا جائیگا۔ جندل نے عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں نے توریت میں ان سب کا تذکرہ پایا ہے۔ اور حضرت موسٰےؑ ابن عمران نے ہم کو آپ کی اور آپ کے بعد والے وصیوں کی خوشخبری دی ہے۔ پھر جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا۔ (ترجمہ کے لئے دیکھو صفحہ ۵۹۹ سطر ۱) پھر جندل نے عرض کی یا رسول اللہ! انہیں کس کا خوف ہوگا؟ آنحضرت نے فرمایا ہر امام کے زمانہ میں ایک بادشاہ جابر ہوگا جو انہیں ستائیگا اور ایذا دے گا۔ خداوند عالم ہمارے قائم کو جلد ظاہر کرے وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دینگے جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خوشحال ان لوگوں کا جو ان کے زمانۂ غیبت میں صبر سے کام لیں اور ان کی محبت پر قائم رہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کی توصیف خدائے تعالیٰ نے اپنے قول اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ سے فرمائی ہے۔ یہی لوگ خدا کے گروہ ہیں اور جان لو کہ خدا کا لشکر ضرور غالب ہوگا۔ ابن الاصقع کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے زمانہ تک جندل مدینہ میں رہے۔ پھر وہ طائف کو چلے گئے۔ نعیم بن ابوقبیس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں طائف میں جندل کے پاس گیا وہ بیمار تھے۔ انہوں نے پینے کے لئے دودھ مانگا اور کہا کہ مجھے جناب رسول خدا نے خبر دے دی ہے کہ میرا آخری رزق دودھ ہوگا۔ یہ کہہ کے وہ انتقال فرما گئے۔ اور طائف میں مقام کورا میں مدفون ہوئے۔ خدا ان پر رحم فرمائے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۵۷۵

عبداللہ ابن ابو امیہ کے سوالات کے جوابات تفصیل کے ساتھ پارہ ۱۵ کے ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۴۶۵ میں مذکور ہو چکے۔

تمام شد